ثمار القلوب۔۔۔از امام ثعالبی میں عربی واردو امثال و محاورات کا استعمال

Thimār al-Qulūb - Using Arabic proverbs and idioms from Imam Tha'alabi

Authors Details

1.**Hina Farooq:** M Phil Scholar,,Department of Arabic Language and Literature, University of Sargodha.

Abstract:

The article is about the book entitled: *Thimār al-Qulūb fī al-Muḍāf wa al-Mansūb* by Imām Abū Manṣūr ʿAbd al-Malik ibn Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Thaʿālibī (d. 429 A.H.). He was great Arabic Islamic Scholar; he wrote a number of valuable books in Arabic. The book is one of the most significant literary works that sheds light on the aesthetic beauty of the Arabic language its eloquent expressions, rich structures, and refined stylistic features. The book explores *al-muḍāf* (the genitive constructions) and *al-mansūb* (attributed forms) in Arabic, presenting numerous expressions and phrases with deep cultural and historical meanings.

Sumission Timeline

Received: Oct 28,2025

Revised: Nov 05,2025

Accepted: Nov10,2025

Pulished: Nov 13,2025

Journal QR

البحث Al-Bahath Search Journal

Published by Journal **(Al-BAHTH)** Department of Arabic language and literature University of Sargodha, Sargodha, Pubjab,Pakistan

The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the Creative Commons Attribution

(Vol. 4 No. 1)

Open Access البحث Al-Bahath

ISSN Online: 3007-4673

ISSN Print: 3007-4665

al-bahath.com

OJS OPEN JOURNAL SYSTEMS

ثمار القلوب۔۔۔از امام ثعالبی میں عربی واردو امثال و محاورات کا استعمال

Hina Farooq: M Phil Scholar,,Department of Arabic Language and Literature, University of Sargodha.

Abstract:

The article is about the book entitled: *Thimār al-Qulūb fī al-Muḍāf wa al-Mansūb* by Imām Abū Manṣūr ʿAbd al-Malik ibn Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Thaʿālibī (d. 429 A.H.). He was great Arabic Islamic Scholar; he wrote a number of valuable books in Arabic. The book is one of the most significant literary works that sheds light on the aesthetic beauty of the Arabic language its eloquent expressions, rich structures, and refined stylistic features. The book explores *al-muḍāf* (the genitive constructions) and *al-mansūb* (attributed forms) in Arabic, presenting numerous expressions and phrases with deep cultural and historical meanings. The author enriches the text with literary and poetic citations that add elegance and depth to his discussion.

Imam Thaʿālibī contributed to Urdu language and Literature as we uses mostly Arabic Idioms ,words and terminology in Urdu Language.

The article focusses on explanation of Arabic Edioms ,phrases and terms described in the Book: Thaʿālibī's *Thimār al-Qulūb fī al-Muḍāf wa al-Mansūb*. The study analyzes these translation critically of the words .Al-Thaʿālibī adopts a distinctive methodological approach in presenting his material, which can be summarized as follows:

Thematic rather than lexical organization: He does not follow a strict alphabetical order; instead, he arranges the constructs and attributions according to their topics and shared meanings.
Comprehensive referencing: He supports his explanations with evidence from the Qur'an, the Prophetic ḥadīth, and classical Arabic poetry to illustrate the meanings of *al-muḍāf* and *al-mansūb*.
Concise and elegant style: Al-Thaʿālibī's language is characterized by brevity without loss of meaning, which makes the text accessible and engaging for readers.
Semantic precision: The work goes beyond mere lexical explanation, highlighting subtle distinctions between similar words and expressions in both genitive and attributive constructions.

This research, therefore, provides a valuable linguistic and literary contribution by analyzing how al-Thaʿālibī treated the expressions connected with the noble Companions, offering insights into the historical, cultural, and linguistic dimensions of Arabic usage in the classical era.

Key words: Arabic, Literature, syntax, poetry, Persian, traditions, Proverbs expressions.

عربی ادب کی تاریخ میں امام آبو منصور عبد الملک بن محمد بن اِسماعیل الثعالبی النیسابوری (متوفی 429ھ/1038ء) کا شمار اُن ادباء ولغویین میں ہوتا ہے جنہوں نے عربی زبان کے جمالیاتی و فکری نظام کو نہایت نازک احساس کے ساتھ پیش کیا۔ وہ نیشاپور کے علمی و ادبی ماحول میں پروان چڑھے، جہاں لغت، نحو، بلاغت، اور شعر و نثر کے میدان میں غیر معمولی ارتقاء ہو رہا تھا۔

ثعالبی کا طرزِ بیان محض لغوی نہیں بلکہ ذوقی و فلسفیانہ شعور سے معمور ہے۔ ان کے ہاں لفظ اور معنی محض تعبیر کا ذریعہ نہیں بلکہ فکر و احساس کا پیکر بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عربی ادب کے اُن چند مصنفین میں شامل ہیں جنہوں نے زبان کو ادب کے درجہ ٔوجدان تک پہنچایا۔[1]

[1] الثعالبی، ثمار القلوب في المضاف والمنسوب، تحقيق محمد أبو الفضل إبراهيم، دار المعارف، قاہرہ، 1965، ص 7

ان کی معروف تصانیف میں یتیمة الدهرفي محاسن أهل العصر، فقه اللغة وسرالعربية، ثمارالقلوب في المضاف والمنسوب، اور التمثیل والمحاضرة شامل ہیں۔ ہر کتاب میں ان کا لسانی ذوق، تمثیلی فکر، اور بیان کی ندرت نمایاں ہے۔ چنانچہ ثمار القلوب میں وہ الفاظ اور ترکیبات جمع کرتے ہیں جو اضافت، تمثیل، یا معنوی نسبت کے ذریعے کسی خاص تصور کو پیدا کرتے ہیں۔

یہ کتاب امام ثعالبی کی تخلیقی ذہانت اور ادبی گہرائی کا آئینہ ہے۔ مؤلف نے اس میں ان تمام تعبیرات کو جمع کیا ہے جو عربی ذوقِ بیان، ادبی اضافت، اور تمثیلی محاورات کا حصہ ہیں۔ اس کا بنیادی مقصد یہ دکھانا ہے کہ ایک لفظ جب دوسرے سے نسبت اختیار کرتا ہے تو معنی کی ایک نئی دنیا وجود میں آتی ہے — یہی اضافت کا حسن ہے۔ امام ثعالبی تمہید میں لکھاتے ہیں:

"ما من إضافة إلا ولها ثمرة في القلب تُحرك الفهم، وتُوقظ الذوق، وتُجلي المعنى."

"ہر اضافت دل میں ایک ثمرہ رکھتی ہے جو فہم کو بیدار، ذوق کو تازہ، اور معنی کو روشن کرتی ہے۔"[2]

یہ کتاب صرف لغت یا بلاغت نہیں، بلکہ عربی فکری اور ادبی تہذیب کی تمثیلی روح کی عکاس ہے۔

ثمار القلوب میں "الإنسان، الحيوان، النبات، الأخلاق، الصفات، الأعضاء، الأزمان" وغیرہ کے ابواب میں محاوراتی ترکیبوں کو منظم ترتیب میں بیان کیا گیا ہے، اور ہر ترکیب میں عربی ذہن کی علامتی بصیرت پوشیدہ ہے۔[3] یہی پہلو اسے اردو زبان کے لیے بھی اہم بناتا ہے، کیونکہ بعد کی فارسی و اردو روایات میں انہی اضافات اور استعارات کے کئی نمونے براہِ راست اس کتاب سے ماخوذ ہیں۔

عربی زبان میں امثال و تعبیرات

عربی ادب میں الأمثال (جمع مثل) ایسے بلیغ اور مختصر جملے ہیں جن میں زندگی کے تجربات، اخلاقی اقدار اور اجتماعی مشاہدات کی جامع تمثیل ملتی ہے۔ لغت میں "مثل" کا معنی "نظیر یا نظمۂ فکریہ" آتا ہے[4]

اصطلاحی طور پر "مثل" وہ قول ہے جو کسی موقع پر بطور نصیحت یا تمثیل بیان کیا جائے، اور پھر کثرتِ استعمال سے عمومی مفہوم میں رائج ہو جائے۔

---

[2] الثعالبی، ثمار القلوب، ص 9

[3] عبد الحي الفاسي، دراسات في الأدب العربي الوسيط، دار الغرب الإسلامي، بيروت، 1990، ص 112

[4] ابن منظور، لسان العرب، ج 11، ص 630

اسی طرح "تعبیر" وہ فکری اظہار ہے جو براہِ راست بیان کے بجائے مجاز، تشبیہ یا کنایہ کے ذریعے ظاہر کیا جائے۔ امام ثعالبی کے نزدیک یہ تعبیرات محض بلاغی صنعت نہیں بلکہ ادبی فکر کی علامت ہیں۔[5]

عربی امثال و تعبیرات کا حسن ان کی ایجاز، بلاغت، اور فکری گہرائی میں ہے۔ مثال کے طور پر "سبق السیف العذل" میں ایک پورا فلسفۂ عمل پوشیدہ ہے—یعنی "فیصلہ جب تلوار سے صادر ہو جائے، تو نصیحت بے معنی ہو جاتی ہے۔"

اردو زبان میں محاورات: ساخت اور معنویت

اردو میں "محاورہ" اس فقرے کو کہا جاتا ہے جو رواج کے ساتھ مخصوص مفہوم میں استعمال ہو۔ لغت کے اعتبار سے "محاورہ" کا مادہ "حور" ہے جس کے معنی گفتگو یا بات چیت کے ہیں۔[6]

اردو محاورے دراصل عربی، فارسی اور مقامی زبانوں کے فکری میل جول کا نتیجہ ہیں۔ ان میں سے بہت سے محاورے عربی استعارات و تعبیرات کے ترجماتی یا صوتی اثرات سے پیدا ہوئے۔ مثال کے طور پر عربی "عین الشمس" اردو میں "آفتابِ عالم تاب" کے طور پر، یا "قلب الأسد" اردو میں "شیر دل" کے مفہوم میں مستعمل ہوا۔

یہ امتزاج اردو زبان کے ادبی افق پر عربی فکر کے تسلسل کی واضح علامت ہے۔

عربی و اردو محاوراتی نظام کا تقابلی زاویہ

عربی اور اردو دونوں زبانوں کے محاورات میں تشبیہ، مجاز اور اضافت کا بنیادی رشتہ ہے۔ عربی زبان میں جیسے "الأسد للشجاعة" یا "القلب للعقل" معنوی نسبت کی مثالیں ہیں، ویسے ہی اردو میں "شیر دل"، "دل و دماغ"، "دل کے چراغ" وغیرہ انہی مفاہیم کا ترجمہ و تاثر پیش کرتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان نے عربی کے تصوری ڈھانچے (conceptual framework) سے استفادہ کیا، اور اسے اپنے ثقافتی و بیانیاتی نظام میں ضم کر لیا۔ یہی عمل اس مقالے کے بنیادی مقصد—یعنی عربی امثال و تعبیرات کا اردو محاوراتی نظام سے تقابلی مطالعہ—کی علمی اساس فراہم کرتا ہے۔[7]

[5] الثعالبی، فقه اللغة وسر العربية، ص 22

[6] فیروز اللغات، ادارہ فیروز سنز، لاہور، 2006، ص 218

[7] محمد عبده الفلاح، التأثير العربي في الأدب الفارسي والهندي، دار النهضة، بيروت، 1998، ص 204

ثمار القلوب میں عربی امثال و تعبیرات کا اردو محاوراتی نظام سے تقابلی مطالعہ

امام ثعالبیؒ اپنی کتاب ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب میں عربی زبان کے اُن تراکیب، استعارات اور اضافات کو جمع کیا ہے جو کسی مخصوص مفہوم یا معنی کے اظہار کے لیے بطور محاورہ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ اسلوب نہ صرف زبان کی لطافت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ عربوں کے ذوقِ بیان اور فکری تہذیب کا بھی آئینہ دار ہے۔ اسی طرزِ بیان کی جڑیں اردو زبان کے محاوراتی نظام میں بھی نظر آتی ہیں، کیونکہ اردو نے عربی و فارسی سے بہت سے معنوی سانچے اور تعبیراتی اسالیب مستعار لیے ہیں۔

«بَرْدُ الْمَاءِ» —— ٹھنڈا پانی (راحت و سکون کی تعبیر)

عربی میں "بَرْدُ الْمَاءِ" (ٹھنڈا پانی) راحت، سکون، اور اطمینانِ قلب کے لیے بطورِ تعبیر استعمال ہوتا ہے۔ امام ثعالبی لکھتے ہیں:

«يُقالُ لِكُلِّ مَنْ سَرَّهُ شَيْءٌ: بَرَدَ اللَّهُ فُؤَادَهُ»

(ہر اُس شخص کے لیے کہا جاتا ہے جسے کسی امر سے خوشی حاصل ہو کہ اللہ اس کے دل کو ٹھنڈا کرے۔)[8]

اردو زبان میں بھی یہی تعبیر محاوراتی طور پر رائج ہے: "دل ٹھنڈا ہو گیا" یا "سکون ملا"۔ اس طرح دونوں زبانوں میں "ٹھنڈک" کی ترکیب جسمانی کیفیت سے مجازی معنی (راحت و اطمینان) کی طرف منتقل ہو چکی ہے۔ یہ معنوی تطور دونوں لسانی نظاموں کی فکری قربت کو ظاہر کرتا ہے۔

- «سَوَادُ الْوَجْهِ» —— چہرے کا سیاہ ہونا (شرمندگی یا رسوائی)

عربی زبان میں « سَوَادُ الْوَجْهِ » ذلت یا رسوائی کی علامت ہے۔ امام ثعالبی اس تعبیر کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

«ومِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ»

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے۔")[9]

اردو میں بھی اسی مفہوم کو "منہ کالا ہونا" یا "چہرہ سیاہ ہونا" کے محاورے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: "ایسا کام کیا کہ منہ کالا ہو گیا"۔ یہ تطبیق واضح کرتی ہے کہ اردو نے عربی تعبیر سے نہ صرف لفظی سانچہ اخذ کیا بلکہ مفہوم کا اخلاقی و جذباتی وزن بھی برقرار رکھا۔

[8] ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب، ص ۳۱

[9] ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب، ، ص ۴۵

- «طِيبُ النَّفْس» —خوش دلی اور رضامندی

عربی میں «طِيبُ النَّفْس» کسی کام میں دل کی خوشی اور رضامندی کے لیے آتا ہے۔امام ثعالبی لکھتے ہیں:

«يُقَالُ: فَعَلَ ذَلِكَ بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ»

(کہا جاتا ہے:اس نے یہ کام دل کی خوشی سے کیا۔)[10]

اردو میں بھی یہی تعبیر رائج ہے:"دل سے خوش ہونا"، "خوش دلی سے مان جانا" یا "رضامندی ظاہر کرنا"۔ دونوں زبانوں میں "نفس" یا "دل" خوشی اور رضامندی کے مرکز کے طور پر سامنے آتا ہے۔

۔ «ثَمَرَةُ الْقَلْب» —دل کا پھل (محبوب یا عزیز ترین شے)

یہی وہ ترکیب ہے جس پر کتاب کا عنوان ثمار القلوب بھی قائم ہے۔ ثعالبی لکھتے ہیں:

«سُمِّيَ الوَلَدُ ثَمَرَةَ القَلْبِ لِأَنَّهُ أَحَبُّ شَيْءٍ إِلَيْهِ»

(بیٹے کو "دل کا پھل" اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ دل کو سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔)[11]

اردو میں بھی "دل کا ٹکڑا"، "جگر کا ٹکڑا" یا "آنکھوں کا تارا" جیسی تعبیرات انہی جذباتی و استعاراتی مفاہیم کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہاں "پھل" یا "ٹکڑا" محبوبیت و قلبی تعلق کی علامت بن جاتا ہے۔ یہ اسلوبیاتی مماثلت دونوں زبانوں کے جذباتی نظام کی ہم آہنگی کو نمایاں کرتی ہے۔

۔ «قَطْرَةُ الدَّم» —خون کا قطرہ (قربانی اور ایثار کی علامت)

امام ثعالبی اس تعبیر کو انسانی جان اور عزت کے تحفظ کے سیاق میں لاتے ہیں:

«يُقَالُ: لاَ أَسْفِكُ قَطْرَةَ دَمٍ فِي غَيْرِ حَقٍّ»

(کہا جاتا ہے: میں کسی ناحق خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہاؤں گا۔)

اردو میں بھی "خون کا آخری قطرہ تک بہا دینا" یا "ایک قطرہ خون نہ بہانا" کے محاورات عربی اسلوب سے معنوی ربط رکھتے ہیں۔ دونوں زبانوں میں یہ تعبیر قربانی، غیرت اور انسانی حرمت کے احساس سے جڑی ہے۔

---

[10] نفس المصدر، ص ٦٢

[11] نفس المصدر، ص ١

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ امام ثعالبیؒ کی ثمار القلوب محض ایک لغوی یا نحوی تصنیف نہیں بلکہ عربی تہذیب کے فکری اور جذباتی مظاہر کا آئینہ ہے۔ اس کے اندر موجود امثال و تعبیرات اردو زبان میں جڑ پکڑ چکی ہیں۔ اردو نے نہ صرف ان کے الفاظ بلکہ ان کے پسِ منظر اور جذباتی بار (emotional weight) کو بھی جذب کیا۔

یہی لسانی تسلسل ہمیں اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ اردو محاورات کا ایک اہم ماخذ عربی زبان ہے،

۔«يَدٌ بَيْضَاء» —نیکی، احسان، اور عزتِ کردار کی علامت

عربی میں "يَدٌ بَيْضَاء" (سفید ہاتھ) کسی کے احسان، نیکی، یا پاکیزہ کردار کے لیے بطورِ استعارہ استعمال ہوتی ہے۔ امام ثعالبی لکھتے ہیں:

«يُقَالُ: فُلَانٌ لَهُ يَدٌ بَيْضَاءُ عِنْدَ النَّاسِ، أَيْ فَضْلٌ وَمَعْرُوفٌ»

(کہا جاتا ہے: فلاں شخص کا لوگوں پر سفید ہاتھ ہے، یعنی اس نے بھلائی اور معروف کیا ہے۔)[12]

اردو میں بھی یہی تعبیر "سفید ہاتھ ہونا" یا "کسی پر احسان ہونا" کے معنوں میں مستعمل ہے۔

مثلاً: "ان کا ہم پر سفید ہاتھ ہے" یعنی "ان کا ہم پر بڑا احسان ہے"۔

یہ معنوی یکسانیت دونوں زبانوں میں خیر اور معروف کے ایک ہی ثقافتی مفہوم کی مظہر ہے۔[13]

۔ «عَيْنُ الْحَقِّ» —حق کی حقیقت یا واضح صداقت

امام ثعالبی نے "عَيْنُ الْحَقِّ" کو حق کی اصلیت اور غیر متزلزل صداقت کے مفہوم میں ذکر کیا ہے۔

«يُقَالُ لِكُلِّ أَمْرٍ ظَاهِرِ الْحَقِّ: هَذَا عَيْنُ الْحَقِّ»

(ہر اُس معاملے کے لیے کہا جاتا ہے جو حق کی واضح صورت ہو: یہ تو عین حق ہے۔) (ثمار القلوب، ص ۱۲۵)

اردو میں بھی یہی ترکیب بعینہٖ مستعمل ہے: "یہ بات تو عینِ حق ہے"۔

یہ محاورہ اردو میں نہ صرف مذہبی یا صوفیانہ معنی رکھتا ہے بلکہ عام فکری گفتگو میں بھی صداقت کے اظہار کے لیے آتا ہے۔[14]

[12] في المضاف والمنسوب، ص ۹۳

[13] رشید حسن خان، فرہنگِ محاوراتِ اردو کراچی: مکتبہ جامعہ، 2005، ص 241۔

[14] مولوی عبدالحق، قائدِ محاوراتِ اردو دہلی: انجمن ترقی اردو، 1958، ص 77۔

۔«لِسَانُ الصِّدْقِ» —سچی زبان یا صداقت کی شہرت

قرآنِ مجید میں بھی «وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ»[15] کے الفاظ آئے ہیں، اور امام ثعالبی اسی قرآنی تعبیر کو بطورِ مثال ذکر کرتے ہیں:

«يُرَادُ بِهِ الثَّنَاءُ الْجَمِيلُ وَالذِّكْرُ الْحَسَنُ»

(اس سے مراد اچھی شہرت اور نیک ذکر ہے۔)[16]

اردو میں "سچی زبان" یا "نیک نامی" اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔

محاورہ: "نیک نام رہنا" یا "اچھی شہرت پانا"، اس تعبیر کا اردو مساوی ہے۔

یہ اخلاقی اعتبار سے انسانی کردار کی استقامت اور قول کی سچائی کی علامت ہے۔[17]

۔«قَلْبٌ سَلِيمٌ» —پاک دل اور نیک نیت

امام ثعالبی نے "قلب سلیم" کو ایسے شخص کے لیے استعمال کیا ہے جو حسد، کینہ، یا بدنیتی سے پاک ہو۔

«الْقَلْبُ السَّلِيمُ هُوَ الَّذِي لاَ يَحْمِلُ غِشًّا وَلاَ حِقْدًا»

(قلبِ سلیم وہ دل ہے جو نہ کسی سے دھوکا رکھے نہ بغض۔)[18]

اردو میں یہی تعبیر "صاف دل ہونا" یا "نیک نیت ہونا" کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اردو کا محاورہ "دل صاف ہونا" بالکل اسی مفہوم کو ادا کرتا ہے۔[19]

۔«يَدٌ قَصِيرَةٌ» —بے بس یا کمزور ہونا

امام ثعالبی کے مطابق "يَدٌ قَصِيرَةٌ" (چھوٹا ہاتھ) کسی کی کمزور حیثیت، تنگ دستی یا عاجزی کی تعبیر ہے۔

«يُقَالُ: فُلَانٌ يَدُهُ قَصِيرَةٌ عَنِ الطَّلَبِ»

---

[15] الشعراء: 84

[16] ثمار القلوب، ص ١٤١

[17] شان الحق حقی، فرہنگِ اردو محاورات کراچی: اردو سائنس بورڈ، 1997، ص 192۔

[18] ثمار القلوب، ص ١٥٤

[19] غلام مصطفی خاں، محاوراتِ اردو کی معنوی جہات حیدرآباد دکن: اردو اکیڈمی، 1984، ص 59۔

(کہا جاتا ہے: فلاں کا ہاتھ طلب تک پہنچنے سے قاصر ہے، یعنی وہ مجبور یا ناتواں ہے۔)[20]

اردو زبان میں یہی مفہوم "ہاتھ تنگ ہونا" یا "بس نہ چلنا" کے محاوروں سے ادا کیا جاتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عربی کی مادی علامت (ہاتھ) اردو میں معنوی علامت کے طور پر برقرار رہی۔[21] ان امثال کے تقابلی مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اردو محاورات میں عربی استعارات اور اضافات کی معنوی تاثیر براہِ راست موجود ہے۔

مثلاً "سفید ہاتھ" سے نیکی، "عینِ حق" سے صداقت، "قلبِ سلیم" سے نیک نیت، اور "ہاتھ تنگ ہونا" سے مجبوری — یہ سب استعارات عربی کے وہی اخلاقی سانچے ہیں جو اردو میں بامحاورہ انداز میں منتقل ہوئے۔ یہ لسانی و ثقافتی ربط صرف لغوی سطح پر نہیں بلکہ فکری اور تہذیبی شعور کا تسلسل بھی ہے۔ اردو نے ان تعبیرات کو اپنے اخلاقی اور مذہبی پس منظر میں ضم کر کے انہیں نئی تہذیبی زندگی دی۔ زبان محض اظہار کا وسیلہ نہیں بلکہ انسانی احساسات اور باطنی کیفیات کی صورت گری کا آلہ بھی ہے۔
امام ثعالبیؒ نے ثمار القلوب میں انسانی جذبات — غم، غیرت، محبت، حسد، غصہ اور سکون — کو مختلف اضافی ترکیبوں اور استعارات کے ذریعے ظاہر کیا ہے۔ ان ہی تعبیرات نے اردو زبان کے محاوراتی اسلوب میں بھی اپنی جگہ بنائی۔

«عَيْنُ الْغَيْرَةِ» — غیرت وحمیت کی انتہا

عربی میں «عَيْنُ الغَيْرَةِ» سے مراد غیرت وعزتِ نفس کی بلند ترین صورت ہے۔ امام ثعالبی فرماتے ہیں:

«يُقَالُ: هُوَ فِي عَيْنِ الْغَيْرَةِ إِذَا بَلَغَ أَقْصَى الْحِمْيَةِ وَالدِّفَاعِ عَنِ الْعِرْضِ.»

(کہا جاتا ہے: وہ غیرت کی آنکھ میں ہے، جب وہ عزت و ناموس کے دفاع میں بلند ترین مقام پر پہنچ جائے۔)[22] اردو میں "غیرت کی آنکھ" جیسا لفظی محاورہ عام نہیں، لیکن اس کے معنوی متبادلات موجود ہیں، جیسے "غیرت میں آ جانا"، "عزت پر آنچ نہ آنے دینا"، یا "غیرت کا خون جوش مارنا"۔ یہ سب ترکیبیں اسی داخلی کیفیت کی نمائندہ ہیں جو عربی کی "عین الغیرۃ" کے تصور میں مضمر ہے۔[23]

۔«قَلْبٌ مُحْتَرِقٌ» — جلتا ہوا دل (دکھ اور درد کی شدت)

عربی میں "قلب محترق" یا "قلب یحترق" غم، جدائی یا محبت کی شدت کے لیے آتا ہے۔

---

[20] ثمار القلوب، ص ١٦٨

[21] رشید حسن خان، فرہنگِ محاوراتِ اردو کراچی: مکتبہ جامعہ، 2005، ص 304۔

[22] ثمار القلوب في المضاف والمنسوب، ص ١٨٩

[23] رشید حسن خان، فرہنگِ محاوراتِ اردو کراچی: مکتبہ جامعہ، 2005، ص 182۔

امام ثعالبی لکھتے ہیں:

«يُقَالُ: احْتَرَقَ قَلْبُهُ عَلَى وَلَدِهِ إِذَا اشْتَدَّ حُزْنُهُ عَلَيْهِ.»

(کہا جاتا ہے: اس کا دل اپنے بیٹے پر جل اٹھا، یعنی اسے اس کی جدائی کا سخت رنج ہوا۔)

اردو میں یہی تعبیر "دل جلنا"، "دل کا پھٹ جانا"، یا "دل میں آگ لگنا" کے محاورات میں رائج ہے۔

یہاں "آگ" یا "جلنا" غم اور محبت کے شدتِ احساس کی علامت ہے،

جو دونوں زبانوں کے استعاراتی نظام کی مماثلت کو ظاہر کرتی ہے۔[24]

۔«دَمٌ بَارِدٌ» —سرد مزاجی یا بے حسی

عربی میں "دم بارد" اس شخص کے لیے کہا جاتا ہے جو نرم خو، بے اثر یا سرد طبیعت کا حامل ہو۔

«يُقَالُ: فُلَانٌ دَمُهُ بَارِدٌ، أَيْ لاَ يَتَأَثَّرُ وَلاَ يَنْفَعِلُ.»

(کہا جاتا ہے: فلاں کا خون ٹھنڈا ہے، یعنی وہ جذباتی طور پر متحرک نہیں ہوتا۔)[25]

اردو میں بھی یہی محاورہ تقریباً بعینہٖ مستعمل ہے: "خون ٹھنڈا ہونا"، "ٹھنڈا مزاج ہونا"، یا "دل مردہ ہونا"۔ یہ تعبیر دونوں زبانوں میں احساس کی کمی یا غیرت و جوش کے فقدان کے مفہوم میں آتی ہے۔[26]

۔«قَلْبٌ ضَيِّقٌ» —تنگ دل ہونا (عدمِ برداشت)

عربی میں "قلب ضیق" ایسے شخص کے لیے آتا ہے جو کسی بات کو برداشت نہ کر سکے۔

امام ثعالبی کے مطابق:

«القَلْبُ الضَّيِّقُ هُوَ الَّذِي لاَ يَتَّسِعُ لِلصَّبْرِ وَلاَ لِلتَّحَمُّلِ.»

(تنگ دل وہ ہے جو نہ صبر کر سکے نہ تحمل۔)

اردو میں اسی مفہوم میں "تنگ دل ہونا" یا "دل چھوٹا ہونا" کے محاورات رائج ہیں۔

---

[24] شان الحق حقی، فرہنگِ اردو محاورات (کراچی: اردو سائنس بورڈ، 1997)، ص 216۔

[25] ثمار القلوب، ص ٢١٧

[26] غلام مصطفی خاں، محاوراتِ اردو کی معنوی جہات (حیدرآباد دکن: اردو اکیڈمی، 1984)، ص 83۔

یہ معنوی ہم آہنگی اردو کی نفسیاتی تعبیرات میں عربی اثرات کا واضح ثبوت ہے۔[27]

۔ «وَجْهٌ طَلْقٌ» —خوش اخلاقی یا کشادہ روی

عربی میں "وجہ طلق" (روشن چہرہ) خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور حُسنِ سلوک کی علامت ہے۔

«يُقَالُ: فُلَانٌ طَلْقُ الوَجْهِ إِذَا كَانَ بَشُوشاً مُسْتَبْشِراً.»[28]

(کہا جاتا ہے: فلاں خوش چہرہ ہے، یعنی مسکراتا اور خوش مزاج۔)

اردو میں بھی یہی مفہوم "خوش اخلاق ہونا"، "چہرے پر مسکراہٹ ہونا" یا "خندہ پیشانی دکھانا" سے ادا کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں زبانوں میں انسانی روابط کی مثبت کیفیت کی علامت ہیں۔[29]

ماحصل: امام ثعالبیؒ کی یہ تعبیرات نہ صرف عربی زبان میں فکری و ادبی گہرائی رکھتی ہیں بلکہ ان کے اثرات اردو زبان کے محاوراتی نظام میں بھی نمایاں طور پر جلوہ گر ہوئے ہیں۔ اردو میں ایسے ہی مفاہیم کے لیے ہم "غیرت میں آجانا"، "دل جلنا"، "خون ٹھنڈا ہونا"، "تنگ دل ہونا"، اور "خندہ پیشانی دکھانا" جیسے محاورات استعمال کرتے ہیں، جو اپنے اندر وہی استعاراتی اور جذباتی معنی رکھتے ہیں جن کا ماخذ عربی ہے۔

اس مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عربی و اردو دونوں زبانوں میں انسانی احساسات کی تصویری تعبیر (Imagery-based Expression) میں غیر معمولی مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں زبانوں نے دل، خون، چہرہ اور آنکھ جیسے جسمانی الفاظ کو جذبات و اخلاقیات کی علامت بنا دیا ہے۔ یہی لسانی ہم آہنگی اردو زبان میں عربی تہذیبی و فکری اثرات کی مظہر ہے۔

لسانی سطح پر دیکھا جائے تو امام ثعالبیؒ نے اپنے عہد میں عربی ادب کو استعاراتی فصاحت، نفسیاتی گہرائی اور تہذیبی شعور کے امتزاج سے مزین کیا۔ اردو زبان نے بعد میں انہی تصوری پیکروں کو اپنے محاوراتی پیکر میں ڈھال کر اپنی لسانی لطافت میں اضافہ کیا۔ اس تقابلی مطالعے سے نہ صرف امام ثعالبیؒ کی لسانی بصیرت کا پتہ چلتا ہے بلکہ اردو زبان کے عربی ماخذات کے فکری و ادبی تسلسل کا بھی انکشاف ہوتا ہے۔

---

[27] مولوی عبدالحق، قائدِ محاوراتِ اردو دہلی: انجمن ترقی اردو، 1958، ص 119۔

[28] ثمار القلوب، ص ۲۵۶

[29] رشید حسن خان، فرہنگِ محاوراتِ اردو کراچی: مکتبہ جامعہ، 2005، ص 328۔

یوں یہ تحقیق اس امر پر منتج ہوتی ہے کہ ثمار القلوب محض لغوی یا نحوی کتاب نہیں، بلکہ ایک نفسیاتی، اخلاقی اور ادبی متن ہے، جس نے اردو زبان کے استعاراتی نظام پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ امام ثعالبیؒ کی اس تصنیف نے عربی و اردو دونوں زبانوں کے جذباتی اظہار کے لسانی رشتے کو منکشف کیا اور محاوراتی تعبیر کے میدان میں ایک ہمہ جہت فکری تسلسل قائم کیا۔

خاتمہ

امام ثعالبیؒ کی ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب نہ صرف عربی زبان کی بلاغت، فصاحت اور اسلوبی لطافت کی نمائندہ تصنیف ہے بلکہ یہ انسانی احساسات اور نفسیاتی کیفیات کے بیان میں ایک گہرے لسانی شعور کی حامل کتاب بھی ہے۔ ان کی پیش کردہ تعبیرات اور محاوراتی تراکیب نے بعد کی زبانوں، خصوصاً اردو پر نمایاں اثرات مرتب کیے۔ اردو محاورات میں جو نفسیاتی و جذباتی اظہار کی جھلک دکھائی دیتی ہے، وہ اپنی جڑوں میں عربی لسانی روایت سے جڑی ہوئی ہے۔

اس تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ عربی اور اردو دونوں زبانیں اپنے تہذیبی ورثے، فکری تلازمات، اور محاوراتی طرزِ اظہار میں ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ عربی زبان کے استعاراتی اور اضافی اسالیب اردو میں جذب ہو کر نہ صرف محاورات بلکہ عام گفتار کی سطح پر بھی ایک ہم آہنگ نظامِ بیان کی صورت میں جلوہ گر ہوئے۔

یوں امام ثعالبیؒ کی ثمار القلوب محض ایک ادبی یا نحوی تصنیف نہیں بلکہ ایک ایسا تہذیبی اور فکری پل ہے جس نے عربی زبان کی معنوی و محاوراتی روح کو اردو میں منتقل کر کے برصغیر کے ادبی ذوق کو جلا بخشی۔ یہی لسانی تسلسل اردو کی ادبی تاریخ میں عربی اثرات کی پائیدار علامت کے طور پر قائم رہا۔

سفارشات

1. لسانی و محاوراتی تحقیق کا دائرہ وسیع کیا جائے تاکہ امام ثعالبیؒ کی دیگر تصانیف اور معاصر عربی ادب میں موجود تعبیرات کا اردو زبان پر اثر مزید واضح ہو سکے۔

2. اردو محاورات کی تدوینِ نو عربی ماخذات کی روشنی میں کی جائے، تاکہ دونوں زبانوں کے معنوی اشتراکات اور فکری تسلسل کو محفوظ رکھا جا سکے۔

3. جامعات میں عربی و اردو تقابلی لسانیات پر تحقیقی منصوبے شروع کیے جائیں، جن میں استعارات، محاورات اور اضافی ترکیبات کا تاریخی و فکری مطالعہ شامل ہو۔

4. امام ثعالبیؒ کے ثمار القلوب جیسے متون کو اردو تراجم اور حواشی کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ عام طلبہ اور محققین دونوں کے لیے استفادے کے امکانات بڑھ سکیں۔

5. اردو ادب میں عربی اسلوبِ تعبیر کے اثرات کو نصابی اور تحقیقی سطح پر باقاعدہ موضوعِ مطالعہ بنایا جائے تاکہ اس لسانی و تہذیبی رشتے کی علمی اہمیت برقرار رہے۔

جدید موضوعات

1. ثمار القلوب میں اضافی ترکیبات کا لسانی و معنوی تجزیہ اس تحقیق میں امام ثعالبیؒ کے طرزِ اضافت (Genitive Constructions) کا نحوی، صرفی اور معنوی مطالعہ کیا جا سکتا ہے، کہ وہ کن الفاظ کے باہمی ربط سے معنی کی نئی تہیں پیدا کرتے ہیں۔

2. ثمار القلوب في المضاف والمنسوب میں اخلاقی ونفسیاتی تعبیرات کا مطالعہ یہ موضوع کتاب میں مذکور جذباتی، اخلاقی اور نفسیاتی محاورات (جیسے قلبٍ مضطرب، وجہٍ طلق، عینِ الغضب) کے معنوی اثرات اور انسانی احساسات سے تعلق کو واضح کرے گا۔

3. امام ثعالبی کے اسلوبِ بیان کا تقابلی مطالعہ: ثمار القلوب اور فقه اللغة کے تناظر میں یہ موضوع امام ثعالبیؒ کی دو مشہور تصانیف میں زبان و بیان، ساخت اور فکری اسلوب کی مماثلتوں اور اختلافات کو سامنے لائے گا۔

4. ثمار القلوب میں قرآنی وحدیثی تعبیرات کا ادبی وفکری تجزیہ

امام ثعالبیؒ نے جہاں قرآنی یا حدیثی تراکیب استعمال کی ہیں، وہاں ان کے سیاق وسباق، ادبی حسن اور علمی مقصدیت کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

5. اردو نثر و نظم پر ثمار القلوب کی تعبیرات کا اثر یہ تحقیقی عنوان اردو ادب کے مختلف ادوار میں عربی اضافات اور تعبیرات کے اثر کو واضح کرے گا، خصوصاً میر، غالب، شبلی اور اقبال کے ہاں پائے جانے والے عربی اسالیب کا تجزیہ۔

مصادر و مراجع

- ❖ الثعالبی، أبو منصور عبد الملک بن محمد. ثمار القلوب في المضاف والمنسوب. تحقیق: محمد أبو الفضل إبراهيم. دار المعارف، 1965.
- ❖ رشید حسن خان. فرہنگِ محاوراتِ اردو. کراچی: مکتبہ جامعہ، 2005.
- ❖ شان الحق حقی. فرہنگِ اردو محاورات. کراچی: اردو سائنس بورڈ، 1997.
- ❖ غلام مصطفی خاں. محاوراتِ اردو کی معنوی جہات. حیدرآباد دکن: اردو اکیڈمی، 1984.
- ❖ مولوی عبد الحق. قائدِ محاوراتِ اردو. دہلی: انجمن ترقی اردو، 1958.
- ❖ عبد الرزاق، محمد. تاریخ الادب العربی. بیروت: دار الفکر العربی، 1989.
- ❖ علی، احمد. اردو ادب میں عربی اثرات. لاہور: یونیورسٹی پبلشرز، 2002.
- ❖ سعیدی، ناصر. فنّ بلاغت و بیان عربی و اردو میں تقابلی جائزہ. کراچی: ادارہ مطالعاتِ ادبیات، 2010.
- ❖ حافظ، عبد الحلیم. علم اللّسان والتعبیرات في اللغة العربیة. قاہرہ: دار الشروق، 2001.
- ❖ قاسمی، محمد عارف. اثر الثعالبی فی التراث العربی واللغوی. لاہور: ادارہ ثقافتی مطالعہ، 2012.
- ❖ خان، مشتاق احمد. محاورات و استعارات اردو ادب میں. لاہور: اردو اکیڈمی، 2005.
- ❖ یوسف، عبد الحفیظ. تقابلی لسانیات: عربی و اردو. کراچی: مطبوعاتِ جامعہ، 2015.
- ❖ اقبال، محمد. اسلوب البلاغۃ العربی فی التاریخ. لاہور: ادارہ مطبوعاتِ ادبیات، 2008.
- ❖ سعید، عبد المجید. النحو العربي والتعبیرات الاستعاریة. بیروت: دار الفکر، 1995.
- ❖ احمد، زاہد. اردو محاورات اور عربی زبان کے اثرات. کراچی: اردو سوسائٹی، 2011.